BA Part - III
Paper - V

تاریخ الامت

از پروفیسر اسلم جیراجپوری

سوال نمبر ۱ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق فتنۂ ارتداد نمودار ہوا۔ اس فتنۂ ارتداد پر مختصر روشنی ڈالئے؟

جواب: تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مدینہ مکہ و طائف کے سوا تمام ملک عرب اسلام سے مرتد ہو گیا کہ لوگ توحید کو چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو گئے اور خدا کی جگہ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے۔ حالانکہ یہ سمجھنا سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ بات یہ تھی کہ کذابین یعنی جھوٹے مدعیان نبوت بھی نمازوں وغیرہ عبادات کے منکر نہ تھے اور ارتداد کفر و شرک کے معنی نہ تھا بلکہ بعض ارکان اسلام بالخصوص زکوٰۃ سے لوگوں نے انکار کیا۔ اس ارتداد کا سبب قبائل عرب کی قدیمی مطلق العنانی اور آزاد خیالی تھی اسلام نے لوگوں پر زکوٰۃ فرض کی تھی یہ ایک ٹیکس تھا جو مال دولت کے حساب سے صاحب نصاب لوگوں کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس ٹیکس یا خراج کو آزادی کے خوگر لوگ اپنے اوپر ایک بار گراں محسوس کرتے تھے۔ جو ابھی اچھی طرح ذائقۂ اسلام کی چاشنی کے خوگر نہ ہوئے تھے۔ انھوں نے اس اسلامی خراج کی ادائیگی سے انکار کیا۔ باقی مذہب اسلام سے ان کو انکار نہ تھا۔ زکوٰۃ کا انکار چونکہ قبائل کے مزاج اور ان کی خواہشات و جذبات کے مناسب حال تھا۔ لہٰذا اس انکار میں ایک سرے سے دوسرے تک تمام ملک شریک ہو گیا۔ یہ چونکہ ایک سرکشی تھی لہٰذا ان مسلم سرکشوں کو مسیلمہ و طلیحہ وغیرہ کذابین نے اپنی طرف جذب کرنے اور مالی عبادات کے علاوہ جسمانی عبادات میں بھی تخفیف کر کے اپنی اپنی نبوت منوانے کا موقع پایا۔

بہر حال شرک اور بت پرستی کا مسئلہ مطلق زیر بحث نہ تھا مگر دین اسلام نے نوع انسانی میں جو شیرازہ بندی اور نظام قائم کرنا چاہا تھا وہ نظام ابتظاہر درہم برہم ہوا چاہتا تھا۔ اس عظیم الشان خطرہ کا علاج مشرکین و کفار کے معرکہ آرائیوں سے زیادہ سخت اور دشوار تھا۔ کیونکہ منکرین زکوٰۃ کے عزائم اور اعلانات سنتے ہی ابوبکر صدیق نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مجلس مشورت منعقد کی تو بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ منکرین زکوٰۃ کے ساتھ مشرکین و کفار کی طرح قتال نہیں کرنا چاہئے۔ مگر یہ رائے بھی اسی طرح کمزور تھی جیسی کہ لشکر اسامہ کی روانگی کے خلاف بعض لوگوں نے ظاہر کی تھی۔ جس طرح اس رائے کو صدیق اکبر نے نہیں مانا تھا۔ اسی طرح اس کمزور رائے کو بھی انھوں نے قابل قبول نہیں سمجھا۔ اور فرمایا کہ

"خدا کی قسم اگر زکوٰۃ کا ایک جانور یا ایک دانہ بھی کوئی قبیلہ ادا نہ کرے گا تو میں اس سے ضرور قتال کروں گا۔"

مرتدین کے وفود مدینہ منورہ میں آئے اور انھوں نے درخواست کی "نماز ہم پڑھتے ہیں زکوٰۃ ہم کو معاف کر دو"۔ حضرت ابوبکر صدیق سے یہ صاف جواب سن کر وہ اپنے اپنے قبائل میں واپس گئے۔ یکایک تمام ملک میں حضرت ابوبکر صدیق کے اس عزم راسخ کی خبر پھیل گئی اور مرتدین یا منکرین زکوٰۃ مقابلہ اور معرکہ آرائی کے لئے تیار ہو گئے۔ صوبوں کے عاملوں نے اپنے اپنے صوبوں کے باغی ہو جانے اور زکوٰۃ وصول نہ ہونے کی اطلاعیں بھیجیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے پوری مستعدی کامل ہمت و استقلال کے ساتھ ایک بیدار مغز اور ملک دار شہنشاہ کی حیثیت سے عاملوں کے نام مناسب ہدایات اور سرداران قبائل کے نام خطوط روانہ کئے۔ چونکہ لشکر اسامہ ادھر رومیوں سے برسرپیکار تھا۔ ادھر مرتدین جو مدینہ کے نواح میں جمع ہو گئے تھے۔ مدینہ پر حملہ کی دھمکی دے رہے تھے۔ دور دراز کے علاقوں کے مرتدین کے پاس پر شوکت و باسطوت تہدیدی خطوط حضرت ابوبکر صدیق روانہ کر رہے تھے۔ اور نواحی باغیوں کے حملوں کی مدافعت و مقابلہ کی تیاری سے بھی غافل نہ تھے۔

پھر انھوں نے مدینہ منورہ کے موجودہ مسلمانوں کے بہادر لوگوں کو مسجد نبوی کے سامنے ہمہ وقت موجود و مستعد رہنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اور حضرت علی حضرت زبیر حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو مدینہ منورہ کے گرد گشت لگانے اور پہرہ دینے پر مامور کر دیا تھا کہ اگر مدینہ پر کوئی قبیلہ حملہ آور ہو تو فوراً اسی کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیق کو پہنچ سکے۔ مقام ابرق میں قبیلہ عبس اور مقام ذی القصہ میں قبیلہ ذبیان کا جماؤ تھا۔ بنو اسد اور بنو کنانہ کے بھی کچھ لوگ اس میں شامل تھے۔ عبس اور ذبیان کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینہ میں بہت تھوڑے سے آدمی باقی ہیں۔ اور زکوٰۃ کے معاف کرنے سے صدیق اکبر نے صاف انکار کر دیا ہے تو انھوں نے متفق ہو کر

تاریخ الامت

(درسِ اصلاح) (حصہ دوم)

مدینے پر حملہ کر دیا۔ ان حملہ آوروں کو حضرت علی و زبیر و طلحہ و ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدینے سے باہر ہی روکا اور مدینہ میں صدیق اکبر کے پاس خبر بھیجی۔ ادھر سے بلا توقف کمک روانہ ہوئی۔ مسلمانوں نے ذی خشب تک ان کو پسپا کر دیا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ مگر دوسرے راستے سے دف اور قسم قسم کے باجے بجاتے ہوئے آئے جس سے مسلمانوں کے اونٹ ایسے بدکے کہ دور تک بھاگے کہ مدینہ ہی میں آکر دم لیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق خود مدینہ سے باہر نکلے اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے مرتدین کو پانچ چھ گھنٹہ کی خون ریز جنگ کے بعد شکست فاش سے دوچار ہوئے اور بہت سے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے۔

حضرت نعمان بن مقرن اور ایک چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ مال غنیمت کو حضرت ابوبکر صدیق نے مدینہ میں بھیجا اور خود دشمنوں کے تعاقب میں روانہ ہو کر مقام ذوالقصہ تک بڑھتے چلے گئے۔ ادھر دشمنوں کی ایک بڑی جمعیت نے دھوکہ دے کر اور نکل کر مدینے پر حملہ کر دیا۔ اور چند مسلمانوں کو شہید کر کے اور مال غنیمت واپس چھین کر چل دیئے۔ جب ابوبکر صدیق واپس لوٹے اور یہ حال سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور قسم کھائی کہ جس قدر مسلمان مرتدین کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں۔ جب تک اتنے ہی مرتدین کو قتل نہ کر لوں گا۔ چین سے نہ بیٹھوں گا۔ غرض آپ اسی عزم و تہیہ میں تھے کہ حضرت اسامہ مع مال غنیمت مدینے میں داخل ہوئے۔

آپ نے اسامہ اور ان کے لشکر کو تو مدینہ میں چھوڑا کہ وہ اور ان کا لشکر جو سفر سے تھکا ہوا آیا ہے مدینہ میں آرام کریں اور خود مدینہ کے مسلمانوں کی مختصر سی جمعیت لے کر ذی خشب اور ذی القصہ کی طرف خروج کیا۔ مقام ابرق میں عبس و ذبیان و بنو بکر و بنو ثعلبہ بن سعد وغیرہ کا قبائل بر سر مقابلہ ہوئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ مقام ابرق میں عبس و ذبیان و بنو بکر و بنو ثعلبہ بن سعد وغیرہ قبائل بر سر مقابلہ ہوئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ انجام کار مرتدین شکست خوردہ ہو کر فرار ہوئے۔ مقام ابرق میں حضرت صدیق اکبر نے قیام کیا اور بنو ذبیان کے مقامات مسلمانوں کو دے دیے۔ ان کی چراگاہیں مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے وقف فرما دیں۔ وہاں سے آپ مقام ذی القصہ تک تشریف لے گئے اور دشمنوں کی تادیب و گوشمالی کی۔ پھر مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے اب لشکر اسامہ بھی آرام کر چکا تھا۔

بلاد عرب میں حضرت ابوبکر صدیق کو جن لوگوں سے مقابلہ و مقاتلہ درپیش تھا یا جو اسلام سے باغی ہو گئے تھے ان کی دو قسمیں تھیں۔ اوّل وہ لوگ جو [illegible] وغیرہ کی طرف مسیلمہ و طلیحہ و سجاح وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ متفق ہو گئے تھے۔ ان لوگوں سے لڑنے یا قتال کرنے میں کسی صحابی کو اختلاف نہ تھا۔ دوسرے وہ قبائل جو زکوۃ کے ادا کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ان سے قتال کرنے کو بعض صحابہ نے نامناسب خیال کیا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق کے اظہار رائے کے بعد سب صحابہ ان کی رائے سے متفق ہو گئے تھے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں میں کچھ فرق تو ضرور تھا۔ لیکن مسلمانوں نے جب کہ دونوں کے مقابلہ و مقاتلہ کو یکساں ضروری قرار دیا۔ تو پھر ان دونوں میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہ رہا تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دونوں گروہ دنیا طلبی و مادیت کے ایک ہی سیلاب میں بہہ گئے تھے۔ جن کو صدیقی تدبیر و روحانیت نے غرق ہونے سے بچایا اور اس طوفان ہلاکت آفرین سے نجات دلا کر ملک عرب کا بیڑا ساحل فوز و فلاح تک صحیح سلامت پہنچایا۔